Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb (MIFT)
Volume 4 Issue 1, Spring 2024
ISSN(P): 2790 8216 ISSN(E): 2790 8224
Homepage: https://journals.umt.edu.pk/index.php/mift

Article QR

اسلام سے قبل جزیرہ نمائے عرب کے بازار اور ان کا نظم ونسق: تاریخی جائزہ

Title: **Pre-Islamic Markets in Arabian Peninsula and Their Management System: A Historical Overview**

Author (s): Muhammad Abubakar Siddique [1,]

Affiliation (s): 1 Allama Iqbal Open University (AIOU), Islamabad, Pakistan.

DOI: https://doi.org/10.32350/mift.41.01

History: Received: Jan 22, 2024, Revised: Mar 27, 2024, Accepted: April 13, 2024, Published: June 26, 2024

Citation: Siddique, Muhammad Abubakar. "Pre-Islamic Markets in Arabian Peninsula and Their Management System: A Historical Overview." *Mujalla Islami Fikr-o-Tahzeeb* 4, no. 1 (2024): 88–100. https://doi.org/10.32350/mift.41.01

Copyright: © The Authors

Licensing: This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

A publication of
Department of Islamic Thought and Civilization, School of Social Sciences and Humanities
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

اسلام سے قبل جزیرہ نمائے عرب کے بازار اور ان کا نظم و نسق: تاریخی جائزہ

Pre-Islamic Markets in Arabian Peninsula and Their Management System: A Historical Overview

Muhammad Abubakar Siddique*

Allama Iqbal Open University (AIOU), Islamabad, Pakistan.

Abstract

Before Islam, there was an integrated system of trade in the Arabian Peninsula. In view of the needs of the cities and nations settled there, the chain of trade was spread to all sides of the Arabian Peninsula. The commercial practices of pre-Islamic Arabs had a direct influence on their lives, lifestyles, habits, and policies. In addition, many vices and disorders prevailed in these bazaars. The robbery of trade caravans was a national problem in almost every region, and a special treaty was made between the tribes to prevent it. Some other elements were prevalent in this trade system among Arabs, which was causing chaos in a society that was in dire need of reformation. The inhabitants of Arabia depended on the seasonal markets of Arabia for trade purposes and the provision of basic needs. Despite all this, the multinational trade agreement was a second major reason for the Quraysh's supremacy over Arabia. There was a dire need for reform within this Arab trade system. That is why Rasulullah ﷺ also used this trade verse for da'wah purposes. The evolution and influence of Muslims in the field of trade after the Hijra were influenced by the policies of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), which is a constant subject of study. This paper presents research on Arab bazaars, their locations, security systems, modes of trade and trending practices, the security of trade corridors, and their systems.

Keywords: Pre-Islamic markets, Arabian trade practices, ancient Arabian markets, trade corridors security, old Arabian trade systems

اسلام سے قبل جزیرہ نمائے عرب میں تجارت کا ایک مربوط نظام موجود تھا۔ وہاں آباد شہروں اور اقوام کی ضروریات کے پیش نظر تجارت کا سلسلہ جزیرہ نمائے عرب کے تمام اطراف میں پھیلا ہوا تھا۔ اسلام سے قبل عرب کا تجارتی نظام ان کی زندگی، رہن سہن، عادات اور پالیسیوں پر براہ راست اثر انداز ہوتا تھا۔ قریش مکہ کی تمام عرب پر بالادستی کا ایک اہم سبب تجارتی وسائل اور تعلقات بھی تھے۔ عرب کے اس تجارتی نظم میں بعض ایسے عناصر رواج پا گئے تھے جو معاشرے میں فساد کا باعث بن رہے تھے جن کی اصلاح کی شدید ضرورت تھی۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے بازار اور تجارت کے حوالے سے نہ صرف خصوصی احکام دیے بلکہ مدینہ منورہ میں مرحلہ وار ایک متوازی مارکیٹ بھی قائم فرمائی جو خالصتاً اسلامی بنیادوں پر قائم تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں تجارت کا ارتقاء اور اس میدان میں مسلمانوں کا نفوذ رسول اللہ ﷺ کی پالیسیوں کے طفیل تھا جو مطالعے کا ایک مستقل موضوع ہے۔ اس تحقیقی مقالے میں اسلام سے قبل جزیرہ نمائے عرب میں لگنے والے معروف بازار، ان کے مقامات، سیکیورٹی سسٹم، تجارتی راہ داری کے تحفظ اور ان کے نظام پر تحقیق پیش کی جا رہی ہے۔ عرب کے باشندے تجارتی مقاصد اور بنیادی ضروریات کی فراہمی کے لیے عرب کے موسمی بازاروں پر انحصار کرتے تھے۔ انہیں بازاروں سے اپنی ضروریات کی چیزیں خریدی جاتیں اور انہی بازاروں میں اپنے شہر کی مصنوعات فروخت کی جاتیں۔

*Corresponding author: muhammad.abubakar@aiou.edu.pk

ان بازاروں میں عام فروخت ہونے والی اشیاء میں غلہ، اناج اور دیگر اجناس کے علاوہ گھوڑے، اونٹ، زیورات اور بیش قیمت کپڑے شامل ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ نادر و نایاب چیزیں بھی دور دراز کے علاقوں سے خرید و فروخت کے لیے آتی تھیں۔[1] العقد الفرید میں ابن عبد ربہ کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں جن مقامات پر عرب کے یہ معروف بازار لگتے تھے وہاں گانے بجانے کا فن بھی عروج پر تھا۔[2] اس طرح ان کا تجارتی پہیہ چلتا رہتا تھا۔ عرب میں مختلف علاقوں میں مختلف موسموں کے بازار لگا کرتے تھے جن کے ایام اور مقامات مقرر تھے۔ چھوٹے بڑے تاجر وہاں جا کر سامان کی خرید و فروخت کرتے اور اپنے علاقوں کا سامان درآمد یا برآمد کرتے تھے۔[3] ان بازاروں میں بہت سی برائیاں اور بد نظمی رواج پا چکی تھی۔ تجارتی قافلوں کو لوٹ لینا ایک قومی مسئلے کے طور پر تقریباً ہر علاقے میں درپیش تھا جس سے بچاؤ کے لیے ایک خصوصی معاہدہ قبائل کے مابین ہوتا تھا۔

۱. بازاروں پر قدیم و جدید مطالعات

جزیرہ نمائے عرب کے بازاروں پر قدیم عربی مصادر میں بہت سا مواد موجود ہے۔ بلدان اور جغرافیہ کی کتابوں میں نیز سیرت کی امہات الکتب اور ان کی شروح میں اسواق العرب پر مستقل عناوین موجود ہیں۔ اس ضمن میں تقی الدین مقریزی کی کتاب امتاع الاسماع اور ابن مندہ کی المستخرج میں اس موضوع پر عمدہ ابحاث موجود ہیں جبکہ جدید کتب میں ڈاکٹر جواد علی کی تاریخ العرب قبل الاسلام اور توفیق برو کی تاریخ العرب القدیم اس موضوع پر سے متعلق عمدہ ابحاث پر مشتمل ہیں۔

عرب کے بازاروں سے متعلق بہت سارے تحقیقی مضامین بھی لکھے گئے ہیں تاہم اس ضمن میں سعید بن محمد الافغانی کی کتاب اسواق العرب فی الجاہلیۃ والاسلام نے بہت شہرت حاصل کی ہے جو اس موضوع پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے تاہم اس کے باوجود جزیرہ نمائے عرب کی تجارت اور خاص طور پر زمانہ جاہلیت میں تجارت کی بہت سی جہات کو ڈھونڈنے اور ان کی تفصیلات کو سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر جزیرہ نما عرب کے تجارتی راستے اور ان سے جڑے مفادات کی نوعیت کو اس تناظر میں جاننا کہ ہجرت مدینہ کے بعد قریش مکہ کو تجارتی راستے کی بندش کی وجہ سے کیا خطرات لاحق ہو گئے تھے اور اس وجہ سے ان کے تجارتی مفادات پر کیا اثرات متوقع تھے کہ جس کی بنا پر وہ ایک طویل عرصے تک جنگ و جدال پر کمربستہ رہے اور صلح حدیبیہ تک وہ تصفیہ پر آمادہ نہ ہوئے حتی کہ اپنی تمام تر طاقت مسلمانوں کے خلاف جنگ کے میدان میں جھونک دی۔

[1]۔ قلقشندی، احمد بن علی، **صبح الاعشی فی صناعۃ الانشاء** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)، ۱:۴۶۸۔

[2]۔ ابن عبد ربہ، ابو عمر شہاب الدین احمد، **العقد الفرید** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۴ھ)، ۷:۲۹۔

[3]۔ ملاحظہ ہو اسواق العرب کی تفصیل: ابن الجوزی، جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی، **مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن** (دار الرایۃ، ۱۹۹۵ء)، ۱:۶۱ و مابعد۔

جزیرہ نمائے عرب کے بازاروں پر اب بھی تحقیقات ہو رہی ہیں جیسا کہ فروری ۲۰۲۳ میں کنگ عبد العزیز فاؤنڈیشن فار ریسرچ اینڈ آرکائیوز نے وزارت ثقافت اور اس کے ہیریٹیج کمیشن کی مشترکہ کاوش کے نتیجے میں تہامہ کے علاقے میں لگنے والے سوق حباشہ کو دریافت کیا گیا ہے۔[4] یہ ادارہ مستقل طور پر جزیرہ نمائے عرب کی قدیم تاریخ پر دستاویزی کام کر رہا ہے۔

۲۔ مکہ اور قریش مکہ کی تجارت کا ذکر قرآن کریم میں

مکہ میں اتنے زرعی مواقع موجود نہ تھے جو ان کی ضرورت کو پورا کر سکیں اس لیے ان کی آمدن کا بڑا ذریعہ تجارت تھا۔ یہ لوگ سردیوں میں جنوبی عرب کے گرم علاقوں یعنی یمن کی طرف اور گرمیوں میں شمالی عرب کے ٹھنڈے علاقوں یعنی شام کی طرف جایا کرتے تھے۔ سال میں اہل مکہ کے دو معروف تجارتی اسفار "رحلة الشتاء والصيف" کا ذکر قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔[5]

علاوہ ازیں حج کے ایام میں مکہ میں بڑی منڈی لگتی تھی اس لیے حج کے موسم میں یہاں معاشی سرگرمیاں عروج پر ہوتیں۔ اس موسم کے دو معروف بازار "عکاظ" اور "ذوالمجنۃ" ہیں جن کا تعارف آگے آ رہا ہے۔ حج کے موسم میں ان بڑے بازاروں میں اہل مکہ کے علاوہ بھی تمام قبائل حصہ لیتے تھے یوں تمام عرب میں تجارت کا ایک سلسلہ قائم تھا۔

مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد آپ کو کئی اسباب کی بنا پر بازاروں اور تجارتی سرگرمیوں پر توجہ دینا تھی۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ مدینہ کی منڈیوں پر یہود کا قبضہ تھا۔ یہاں کی سودی تجارت اور لین دین کا نظام اسلامی تعلیمات سے متصادم تھا اور وہاں پہ رائج تجارتی اقدار کے پیش نظر ان منڈیوں میں مسلمانوں کے لیے مستقل مسائل موجود تھے۔ نیز مدینہ میں یہود کے علاوہ دیگر قبائل اور خاص طور پر مہاجر مسلمان ہجرت کے بعد مالی طور پر زیادہ مستحکم نہ تھے جب کہ ان بازاروں میں ٹیکس رائج تھا۔ جس کی وجہ سے کاروبار کرنے والوں کو مشکل پیش آتی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ٹیکس کی وجہ سے عام اشیاء کی قیمتوں پر اثر پڑتا ہو جس کی وجہ سے عام لوگوں کی قوت خرید بھی متاثر ہوتی ہو، جیسا کہ بعض احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے قیمتوں کے تعین کے فارمولے کو مسترد کر دیا تھا۔

دوسری اہم وجہ یہ تھی کہ قریش مکہ رسول اللہ ﷺ کی مزاحمت کے لیے مستقل طور پر کمربستہ تھے اور وہ اپنے تجارتی وسائل، تعلقات اور سیاسی اثر و رسوخ کو آپ ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین کے خلاف استعمال کر رہے تھے۔ تیسری اہم وجہ یہ تھی کہ مسلمان مدینہ کی ایک بڑی طاقت تھے لیکن وہاں کے وسائل پر انہیں تصرف کا حق حاصل نہیں تھا۔ ان اسباب کی بنا پر رسول اللہ نے تجارتی وسائل اور ذرائع کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور بہت سے اقدامات کیے جن سے مسلمانوں کی تجارت کو ترقی ملی، عرب کے بازاروں کا وسیع سسٹم ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوا اور مسلمانوں کی معاشی قوت بھی مستحکم ہو گئی۔

---

[4] ۔ أحمد عبد اللہ، فريق علمي سعودي يحدد موقع "حباشة" آخر أسواق العرب في الجاهلية ، الجزيرة، (۱۰ فروری ۲۰۲۳ء)۔
https://shorturl.at/arHO۰ (aljazeera.net)

[5] ۔ القریش، ۱۰۶: ۱-۲۔

۳. بازار عکاظ

عکاظ کا لفظ پچھاڑنے اور مخالف کو مغلوب کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔[6] بازار عکاظ میں شعر و خطابت اور اصناف سخن کے ذریعے مخالف کو پچھاڑنے کی روایت ڈالی گئی تھی جس کی وجہ سے بازارِ عکاظ اسم بامسمی ہو گیا تھا۔ ابو عبید اندلسی نے لکھا ہے کہ بازار عکاظ واقعہ فیل کے پندرہ سال بعد شروع ہوا تھا۔ یہ بازار مقام وادی نخلہ اور وادی طائف کے درمیان مقام عرفات کے قریب واقع تھا۔ یہاں حرب فجار کے سلسلے کی چار مشہور جھڑپیں ہوئی تھیں جو عرب کی معروف جنگوں میں شمار ہوتی ہیں۔[7]

اسی بازار میں قس بن ساعدہ الایادی کو رسول اللہ ﷺ نے سنا تھا جس کا کلام آپ ذہن پر نقش تھا۔ اس بازار میں عرب کے نامور شعراء شرکت کیا کرتے تھے۔ ابن جوزی نے اس پر مستقل عنوان باندھا ہے اور تفصیل سے ان شعراء کے ناموں اور اشعار کو ذکر کیا ہے۔[8] بازارِ عکاظ میں شعر و سخن اور حرب آزمائی کی چھاپ اس قدر گہری تھی کہ تاریخ نگاروں نے جہاں بازارِ عکاظ کا تذکرہ کیا ہے وہاں تفاخر، ہجو گوئی اور قبائلی جنگوں کا ہی بیان ملتا ہے، تجارت اور دیگر امور اکثر و بیش تر نظر انداز کر دیے گئے ہیں اور بازار کی تجارتی اور ثقافتی سرگرمیوں کا بیان منتشر مقامات پر جابجا ملتا ہے۔ یہ بازار قمری مہینے ذی القعدہ کے وسط میں شروع ہوتا تھا۔ ابو عبید اندلسی نے اس بازار کی مدت چودہ (۱۴) دن جب کہ علامہ مقریزی نے دس (۱۰) دن ذکر کی ہے۔[9]

اس بازار کے اختتام پر ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہوتا تھا جس کی دس تاریخ کو حج ہوتا ہے۔ عکاظ کے علاوہ دیگر بازاروں میں ایک بازار کے اختتام کے فوراً بعد ہی دوسرا شروع ہو جاتا تھا لیکن یہاں چونکہ حج کا فریضہ درپیش ہوتا تھا اس لیے یہاں کچھ وقفہ ہوتا تھا۔ اسی دوران حج کے قافلے بھی آرہے ہوتے تھے لہٰذا بازار کے منتظمین کاروباری مفادات یا ثقافتی دلچسپیوں کو طول دینے کے لیے ذی الحجہ کے آغاز کو ایک دو دن مؤخر کر دیتے تھے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ حج اپنی مقررہ تاریخ کی بجائے ایک یا دو دن مؤخر ہو جاتا تھا۔ اسی بد عملی کو قرآن نے "نسیٔ" کہا ہے۔[10]

۴. ذی المجاز وذی المجنة

ذوالمجاز کا بازار عرفہ کے پاس لگتا تھا لیکن بعض مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بازار عکاظ سے پہلے تھا۔ عکاظ کا آغاز ہوا تو کچھ عرصے بعد یہ بازار متروک ہو گیا تھا۔[11] لیکن اس بازار میں رسول اللہ ﷺ دعوت دیا کرتے تھے اور طارق بن عبد اللہ المحاربی نے اس بازار میں آپ ﷺ کو دعوت دیتے ہوئے اور ابو لہب کو آپ کا پیچھا کرتے اور پتھر مارتے ہوئے دیکھا تھا۔[12]

---

[6] ۔ یاقوت بن عبد اللہ الحموی، **معجم البلدان** (بیروت: دار صادر، ۱۹۹۵ء)، ۴:۱۴۲۔

[7] ۔ ابوعبید اندلسی، **معجم مااستعجم من اسماء البلاد والمواضع** (بیروت: عالم الکتب، ۱۴۰۳ھ)، ۳:۹۵۹۔

[8] ۔ عبد الرحمن بن علی الجوزی، جمال الدین أبو الفرج، **مثیرالعزم الساکن الی اشرف الاماکن** (القاہرۃ: دار الحدیث، ۱۹۹۵ء)۔

[9] ۔ ابوعبید اندلسی، **معجم مااستعجم من اسماء البلاد والمواضع**، ۳:۹۵۹ نیز ملاحظہ ہو: تقی الدین مقریزی، **امتاع الاسماع**، ۸:۳۰۹۔

[10] ۔ التوبۃ ۹:۳۸۔

[11] ۔ ابوعبید اندلسی، **معجم مااستعجم من اسماء البلاد والمواضع**، ۴:۱۱۸۵۔

[12] ۔ ابو حاتم محمد بن حبان الدارمی البستی، **مشاہیر علماء الامصار** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۱۹)، ص ۸۳۔

صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ عکاظ، ذوالمجاز اور مجنہ زمانہ جاہلیت کے بازار تھے۔ اسلام کے بعد صحابہ نے زمانۂ حج میں وہاں کاروبار کو برا سمجھا تو یہ آیت نازل ہوئی: "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ"۔[13] (ترجمہ: تم پر اپنے رب کا فضل (روزی روٹی) تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے)۔

مجنہ کا مقام مر الظہران کے قریب واقع تھا۔ یہ مقام مکہ مکرمہ کے زیریں حصے کی طرف واقع تھا اور نشیب میں ہونے کی وجہ سے یہ سرسبز اور شاداب تھا اور یہاں پانی کی کثرت تھی۔ سیرت کی کتابوں میں اس مقام سے متعلق حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی بعض یادیں اشعار کی صورت میں محفوظ ہیں۔[14] سعید بن محمد الافغانی نے اسواق العرب فی الجاہلیۃ والا اسلام میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ عرب کے تجارتی سرکل میں سوق عکاظ ذی القعدہ سے پہلے ۲۰ دنوں میں لگتا تھا۔ بیس دن گزرنے کے بعد لوگ سوق مجنہ کی طرف چلے جاتے اور ذی الحج کا چاند نکلنے تک وہیں بازار لگتا تھا۔ ذی الحج کے شروع ہونے کے بعد بازار ذوالمجاز کی طرف منتقل ہو جاتا جو آٹھ دن چلتا اور پھر لوگ حج میں مشغول ہو جاتے تھے۔[15]

۵. بازاروں کی ترتیب اور اصول ضابطے

عرب کے موسمی و علاقائی بازاروں میں ایک خاص ترتیب موجود تھی جس کی وجہ سے بازاروں کا یہ سلسلہ سارا سال جاری رہتا تھا۔ مختلف علاقوں میں بازاروں کے ایام مخصوص تھے۔ بازاروں کے اصول ضابطے مقرر تھے نیز ٹیکس وغیرہ کی وصولی اور انتظامات کے حوالے سے بھی ایک نظام موجود تھا۔ بازاروں کی حفاظت و سرپرستی، خصوصاً آنے والے قافلوں کی بہ حفاظت بازار تک رسائی ایک اہم معاملہ تھا جس کو وہ مختلف قبائل کے ساتھ معاہدات کر کے یقینی بنایا کرتے تھے۔

۵.۱ بازار لگنے کے مقامات

جزیرہ نمائے عرب میں مجموعی تجارت کو سامنے رکھا جائے تو ہر موسم کے بازار کا علاقہ مقرر تھا۔ عرب تاجر ہر موسم میں لگنے والے بازار میں خرید و فروخت کے لیے جایا کرتے تھے۔ علاقائی پیداوار بھی انہی بازاروں میں لے جائی جاتی تھی۔ جزیرہ نمائے عرب کے باہر سے آنے والے تاجروں کو دیکھا جائے تو شمال مغربی سمت سے شامی اور رومی تاجر، مغربی سمت سے حبشہ کے تاجر، مشرقی سمت سے ایرانی اور ہندی تاجر جزیرہ نمائے عرب کی منڈیوں میں سامان تجارت لے کر آتے تھے۔ یمن اور عمان میں لگنے والے بازاروں میں عرب، فارس اور حبشہ سے آنے والے تاجر کثرت سے شریک ہوتے۔ جب کہ خیبر اور دومۃ الجندل کے بازاروں میں بلاد شام اور مصر و افریقا سے آنے والے تاجر شریک ہوتے نیز فارس سے زمینی راستوں سے آنے والے تاجر بھی دومۃ الجندل کے بازاروں میں آتے تھے۔ عرب کی موسمی منڈیوں کے مقامات درج ذیل تھے:[16]

---

[13]۔ البقرۃ ۲:۱۹۸۔

[14]۔ ابن أبي شيبۃ، **المصنف** (مدینہ منورہ: دار کنوز إشبيليا للنشر والتوزيع، ۲۰۱۵)، كتاب الأدب، باب استماع النبي صلى الله عليه وسلم الشعر وغير ذلك، رقم الحدیث: ۲۷۷۱۹۔

[15]۔ سعید بن محمد بن احمد الافغانی، أسواق العرب في الجاهلية والإسلام (دمشق: دار العراب للدراسات والنشر والترجمۃ، س ن)، ص ۳۴۴۔

[16]۔ عصر حاضر کے سیرت نگاروں نے اسواق العرب کو مختصر ابیان کیا ہے اور ان ابحاث کا بنیادی ماخذ محمد بن حبیب کی کتاب "المحبر" ہے جو اس نوع کی معلومات پر مشتمل قدیم ترین کتاب ہے۔ بازاروں کی مذکورہ تفصیلات اور وہ جو آئندہ صفحات میں آرہی ہیں ان تفصیلات کے حصول میں المحبر لابن حبیب، شفاء الغرام باخبار بلد الحرام لتقی الدین محمد الفاسی، المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام للدکتورجواد علی، تاریخ العرب القدیم لتوفیق برو، مثیرالعزم الساکن الی اشرف الاماکن لجمال الدین ابوالفرج الجوزی کو بطور ماخذ سامنے رکھا گیا ہے جہاں اسواق کے موضوع پر مستقل عنوانات موجود ہیں۔

نام بازار		مقام
۱.	سوق (دومۃ الجندل)	دومۃ الجندل، شام اور حجاز کے درمیان واقع تھا
۲.	المُشَقّر	مشقر، ھجر (ارض بحرین)
۳.	سوق (صُحار)	عمان
۴.	سوق (دبا) (دبی)	عمان
۵.	سوق حباشہ	تہامۃ
۶.	سوق (الشحر)	شحر مھرۃ
۷.	سوق (عدن)	ارم، عمان
۸.	سوق (صنعاء)	صنعاء، یمن
۹.	سوق الرابیۃ	رابیہ، حضر موت
۱۰.	سوق عکاظ	عرفات کے قریب، نجد کا بالائی علاقہ
۱۱.	سوق مجنۃ	مکہ کے قریب
۱۲.	سوق ذی المجاز	عکاظ کے قریب
۱۳.	سوق نطاۃ	خیبر
۱۴.	سوق حجر	یمامہ
۱۵.	سوق قینقاع	مدینہ

۲.۵. بازار کے موسم (بازار لگنے کے ایام)

بازار لگنے کے بھی ایام مقرر تھے۔ کسی بھی مقام پر بازار تبھی لگتا جب وہاں کا مقررہ موسم آتا، سب تاجر وہاں پہنچ جاتے۔ البتہ ساحلی علاقوں کے بازار سارا سال ہی چلتے رہتے تھے جیسا کہ سوق عدن، صنعاء اور عمان وغیرہ کے بارے میں معلوم ہوتا ہے کہ سارا سال ان کی تجارت چلتی رہتی تھی۔[۱۷] اس کے علاوہ وہ بازار بھی سارا سال چلتے تھے جو شہری آبادیوں میں واقع تھے جیسے مدینہ کا سوق بنی قینقاع زرعی آلات، اسلحہ سازی اور سناری کی صنعتوں کے حوالے سے مشہور تھا اور نطاۃ خیبر جہاں خیبر کی زرعی پیداوار کی فروخت ہوتی تھی، ان کی تجارت بھی سارا سال چلتی رہتی تھی۔[۱۸] مگر ان تمام بازاروں کا سالانہ موسم بھی مقرر تھا جب یہاں بیرونی تاجر سامان لے کر آتے اور بازاروں میں کاروبار عروج کو پہنچ جاتا۔

[۱۷]۔ سعید بن محمد افغانی، **اسواق العرب فی الجاہلیۃ والاسلام**، ص ۲۶۳۔

[۱۸]۔ ابن شبۃ، **تاریخ المدینۃ** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)، ۱:۲۸۹۔

ان بازاروں کے موسم درج ذیل تھے:

نام بازار		موسم
۱.	سوق (دومۃ الجندل)	ماہ ربیع الاول مکمل
۲.	المُشَقَّر	جمادی الاخری مکمل۔ یا ربیع الثانی بقول ڈاکٹر جواد علی
۳.	سوق (صُحار)	۱۵ سے ۲۰ رجب
۴.	سوق (دبا) (دبی)	رجب کے آخری ایام میں
۵.	سوق حباشہ	رجب
۶.	سوق (الشِحر)	نصف شعبان
۷.	سوق (عدن)	رمضان کا پہلا عشرہ
۸.	سوق (صنعاء)	نصف رمضان سے آخر تک
۹.	سوق الرابیۃ	نصف سے آخر ذی القعدہ تک
۱۰.	سوق عکاظ	یکم سے بیس ذی القعدہ تک
۱۱.	سوق مجنۃ	آخری عشرہ ذی القعدہ
۱۲.	سوق ذی المجاز	یکم ذی الحجہ سے یوم الترویہ تک
۱۳.	سوق نطاۃ	یوم عاشوراء سے آخر محرم تک
۱۴.	سوق حجر	یوم عاشوراء سے آخر محرم تک
۱۵.	سوق قینقاع	سال میں کئی بار لگتا تھا

۳.۵. موسمی بازاروں کے قانونی ضابطے

سالانہ بازاروں کی حرمت اہل الجاہلیۃ کے مسلمہ تصورات میں سے ایک تھی، وہ ان بازاروں کی اہمیت اور مصلحت کے پیش نظر ان بازاروں میں جان اور مال کے تحفظ کو لازم خیال کرتے تھے۔[19] مختلف علاقوں میں لگنے والے تجارتی بازاروں سے عشور (ٹیکس) لیا جاتا تھا۔ بازاروں میں سیکیورٹی اور ضروریات کا بندوبست بھی ہوتا تھا مگر اس بات کی صراحت نہیں ملتی کہ ٹیکس لینے والے سردار بدلے میں بازار کے ضروری انتظام کی فراہمی یا سیکیورٹی وغیرہ کے ذمہ دار ہوتے تھے یا خرید وفروخت کرنے والے خود ہی اس کا بندوبست کیا کرتے تھے۔ بعض مصادر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ٹیکس صرف بازار کا کرایہ ہوتا تھا سیکیورٹی کے مسائل الگ تھے جنہیں بازار والے خود یا دیگر لوگ حل کرتے تھے۔[20]

[19]۔ جواد علی، دکتور، **المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام** (بیروت: دارالساقی، ۲۰۰۱ء)، ۱۴:۵۷۔

[20]۔ توفیق برو، **تاریخ العرب القدیم** (بیروت: دارالفکر، ۲۰۰۱ء)، ص ۲۴۹ (حمایۃ التجارۃ فی الاسواق)۔

بعض کتب میں "الذادة المحرمین" کے لقب یافتہ بعض قبائل کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے اپنے آپ کو "حماةً علی الاسواق" کے طور پر وقف کر دیا تھا، یہ لوگ مظالم کی صورت میں مظلوم کی حمایت کیا کرتے تھے، منکرات سے منع کرتے اور قتل وغارت کا سد باب کرتے۔[21] رسول اللہ ﷺ کا حلف الفضول میں شامل ہونا بھی اسی نوعیت کا اقدام تھا جس کی "افادیت" کو رسول اللہ ﷺ اسلام کی آمد کے بعد بھی یاد فرمایا کرتے تھے۔

عرب کے کچھ لوگ بازار میں تجارت کے دنوں میں دھوکے بازی اور قتل وغارت کو جائز سمجھتے تھے۔ اس وجہ سے یہ لوگ بے دین کے طور پر مشہور تھے اور انہیں "محلین" کہا جاتا تھا یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو مقدس ایام، مقدس مقامات یا مقدس مہینوں کی حرمت کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان میں گناہ کو اپنے لیے حلال سمجھتے ہیں۔ محلین ایسا نام تھا جو کعبہ کی اور اشہر حرم (مقدس مہینوں) کی بے حرمتی کرنے والوں کو دیا جاتا تھا۔ اسی طرح جو شخص بازاروں میں فریب، قتل وغارت کا یا مظالم کا ارتکاب کرتا اسے بھی محلین میں سے شمار کیا جاتا تھا۔[22] گویا بازاروں کی بے حرمتی بھی کعبہ اور حرمت والے مہینوں کی بے حرمتی کی طرح ایک برائی ہی خیال کی جاتی تھی۔

۴.۵. بازاروں کی سرپرستی اور عشور (دسواں حصہ بطور ٹیکس)

جن علاقوں میں بازار لگتے وہاں کے بادشاہ یا امراء ٹیکس لیا کرتے تھے۔ بازاروں میں یہ رواج بھی تھا کہ ان ٹیکسوں سے بازار کے موقع کے آس پاس کے سرداروں کو بھی انعام واکرام دیا جاتا تھا۔ یہ سردار بازاروں میں آیا کرتے اور بازار کی سرگرمیوں کا معائنہ کیا کرتے تھے جہاں ان کے اعزاز واکرام نیز استقبال کے لیے تاجر لوگ منتظر ہوتے تھے۔ لیکن بعض بازاروں میں جیسے سوق عکاظ اور ذی المجاز میں ایسا نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہاں ٹیکس یا عشور نہیں لیا جاتا تھا اس لیے وہاں سرداروں کے اہتمام کے ساتھ آنے اور انعامات کی تقسیم کا بھی سلسلہ نہیں تھا۔[23]

سوق الشحر میں بھی ٹیکس نہیں لیا جاتا تھا جس کی وجہ ابن حبیب کے مطابق یہ تھی کہ وہاں کوئی حکومت نہ تھی اور نہ ہی کسی سردار کا تسلط تھا جو ان سے ٹیکس کا مطالبہ کرتا۔[24] جب کہ عکاظ میں خود اہل مکہ کی پالیسی یہ تھی کہ ٹیکس نہ لیا جائے۔[25]

---

[21] ۔افغانی، سعید بن محمد، **اسواق العرب فی الجاہلیة والاسلام**، س ن۔ ص ۸۱۔ نیز ملاحظہ ہو: توفیق برو، **تاریخ العرب القدیم**، ص ۲۵۰ عرب میں حل وحرم کا جو مشہور تصور تھا اس میں محلین کے مقابل دوسری جماعت "حمُس" کی تھی اور یہ ایک بہت بڑا طبقہ تھا جس میں بہت سے قبائل شامل ہوتے تھے۔ (ملاحظہ ہو: ازرقی، **اخبار مکہ**، ۱:۱۷۹) ان مصنفین کی وضاحت کے مطابق محلین کے خلاف کام کرنے والے "الذادة المحرمین" کہلاتے تھے۔ اس جماعت کی تشکیل کیوں اور کیسے ہوئی اس کا علم نہیں ہو سکا، غالباً یہ جماعت صرف بازاروں کی حفاظت اور سیکیورٹی کے معاملات سنبھالتی تھی۔

[22] ۔اصفہانی، ابو علی احمد بن محمد المرزوقی، **الازمنہ والامکنة** (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۷ھ)، ص ۳۸۵۔

[23] ۔جواد علی، **المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام**، ۱۴:۷۰۔

[24] ۔ابن حبیب، ابو جعفر محمد البغدادی، **المحبر** (بیروت: دار الآفاق الجدیدة، س ن)، ص ۲۶۶۔

[25] ۔ابو علی المرزوقی، **الازمنة والامکنة**، ص ۳۸۵۔ نیز ملاحظہ ہو: جواد علی، **المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام**، ۱۴:۷۰ ومابعد۔

ذیل کے چارٹ میں بازاروں کی سرپرستی اور ان میں لاگو عشور کی تفصیل دی جارہی ہے:

نام بازار	سرپرست	عشور
سوق (دومۃ الجندل)	اکیدر عبادی اور قنافہ کلبی کا نزاع تھا	اکیدر یا قنافہ لیتا تھا
المُشَقّر	منذر بن ساوی	منذر بن ساوی لیتا تھا
سوق (صُحار)	جلندی بن المستکبر	جلندی بن المستکبر لیتا تھا
سوق (دبا) (دبی)	جلندی بن المستکبر	جلندی بن المستکبر لیتا تھا
سوق حباشہ	اہل حجاز و اہل یمن	مذکور نہیں
سوق (الشحر)		عشور نہیں تھا
سوق (عدن)	یہاں کوئی مملکت نہیں تھی	الابناء (فاتحین یمن کی اولادیں)
سوق (صنعاء)		الابناء (فاتحین کی اولادیں)
سوق الرابیۃ	یہاں کوئی مملکت نہیں تھی	عشور نہیں تھا
سوق عکاظ	بنو تمیم، بنو دارم	عشور نہیں تھا
سوق مجنۃ	قریش	عشور نہیں تھا
سوق ذی المجاز	قریش	عشور نہیں تھا
سوق نطاۃ	یہود خیبر	مذکور نہیں
سوق حجر	یمامہ کے امراء اور والی	مذکور نہیں
سوق قینقاع	یہودِ بنی قینقاع	یہودِ بنی قینقاع

۵.۵. بازار میں آنے والے تاجروں کے لیے خفارہ

تجارتی قافلوں کے لیے بازار تک پہنچنا بھی ایک مشکل مرحلہ ہوتا تھا۔ قافلوں کو راستے میں لوٹ لیا جاتا تھا اور اس کا کوئی مداوا وہاں کے قانون میں نہیں تھا۔ اس مقصد کے لیے عربوں کے بندوبست میں "خفارہ" کی طریقہ رائج تھا۔ خفارہ سے مراد ذمہ یا امان نامہ ہے۔ یہ ایک طرح سے پروانہ راہ داری ہوتا تھا جو تجارتی قافلے ایسے بڑے اور طاقت ور قبائل سے لیتے تھے جن کا متعلقہ علاقے میں کوئی حلیف قبیلہ ہوتا۔ اس طرح وہ حفاظت کے ساتھ ان علاقوں سے گزر کر مقام تجارت پہنچ سکتے تھے۔

علاوہ ازیں تاجر لوگ بازار پہنچ کر جو ٹیکس یا عشور ادا کرتے تھے اس کے بدلے میں ان بادشاہوں یا سرداروں کی جانب سے کوئی تحفظ یا گارنٹی نہیں ہوتی تھی اور بازار والے خود اپنے طور پر معاملات کی درستگی کے ذمہ دار تھے۔ زیادہ سے زیادہ "**الذادة المحرمين**" کا رضاکارانہ شعبہ موجود تھا جو فساد اور مظالم کے خاتمے اور انسداد کے لیے کوشش کرتا۔ البتہ سوق عدن کے بارے میں ابن حبیب نے المحبر میں اور ابو علی المرزوقی نے الازمنة والامکنة میں تصریح کی ہے کہ وہاں تاجروں کو ضمانت یا خفارے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی کیوں کہ ایک تو وہاں کے بادشاہ عشور لیا کرتے تھے اور ان کا نظم مملکت بہتر تھا وہاں چور لٹیرے یا ڈاکوؤں کے جتھے تاجروں کو تنگ نہیں کر سکتے تھے۔[۲۶]

اس کے علاوہ اکثر و بیشتر بازاروں کے راستوں میں ڈاکو یا پیشہ ور قبائل لوٹ مار کے لیے موجود ہوتے تھے۔ اس مقصد کے لیے قریش کا خفارہ کام دیتا تھا کیوں کہ قریش کو مذہبی سیادت کی وجہ سے شمالی عرب کے بلاد مضر کے علاقوں میں احترام دیا جاتا تھا۔[۲۷] انہی علاقوں میں حضر موت کے سوق رابیہ میں قریش کو بھی خفارۃ کی ضرورت پڑتی جو قریش بنو آکل المُرار سے لیا کرتے تھے اور باقی لوگ آل مسروق بن وائل سے لیتے۔ بنو آکل المُرار کا خفارۃ بنام قریش کی وجہ سے انہیں دوسرے معاصر قبیلہ آل مسروق پر تفوق حاصل ہو گیا تھا۔[۲۸] ذیل کے چارٹ میں ان خفارہ جات کا ذکر کیا جا رہا ہے جو مختلف مصادر سے معلوم ہوئے؛ باقی چند اسواق کے خفارہ جات کا ذکر کہیں نہیں ملا تو انہیں چھوڑ دیا گیا ہے:

نمبر شمار	نام بازار	مقام	پناہ دہندہ
۱	سوق (دومة الجندل)	دومة الجندل	قریش کا امان نامہ برائے علاقہ جات مضر رائج و مقبول تھا۔
۲	المُشَقّر	مشقر، ھجر	قریش کا امان نامہ برائے علاقہ جات مضر رائج و مقبول تھا۔
۳	سوق (صُحار)	عمان	ماہ رجب کے تقدس کی وجہ سے امان کی ضرورت نہ تھی۔
۴	سوق (الشحر)	شحر مھرة	بنو محارب بن ھرب (از علاقہ مھرة) کی پناہ مقبول تھی۔
۵	سوق (عدن)	ارم، عمان	امان نامہ کی ضرورت نہیں تھی۔
۶	سوق الرابیة	رابیہ، حضر موت	قریش بنو آکل المُرار سے اور باقی لوگ آل مسروق بن وائل سے خفارہ لیتے تھے۔
۷	سوق عکاظ	عرفات	امان نامہ کی ضرورت نہیں تھی۔

[۲۶]۔ ابو علی المرزوقی، **الازمنة والامكنة**، ص ۳۸۴۔ ابن حبیب، **المحبر**، ص ۲۶۶۔

[۲۷]۔ بلاد مضر سے مراد دجلہ و فرات کے مابین بسنے والی قوم ہے۔ ان کے ہاں قریش کا احترام مذہبی سیادت کے باعث بھی تھا اور نسبی رشتہ داری کی وجہ سے بھی کیوں کہ قوم مضر بن نزار کی نسل سے تھی۔ دیار مضر کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ابو عبید اندلسی، **معجم مااستعجم من اسماء البلاد والمواضع**، ۱: ۸۷۔ نیز ملاحظہ ہو: عبد المؤمن بن عبد الحق البغدادی، **مراصدالاطلاع على اسماء الامكنة والبقاع** (بیروت: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ)، ۲: ۵۴۸۔

[۲۸]۔ ابن حبیب، **المحبر**، ص ۲۶۷۔ ابو علی المرزوقی، **الازمنة والامكنة**، ص ۳۸۵۔

۸	سوق مجنۃ	مکہ	امان نامہ کی ضرورت نہیں تھی۔
۹	سوق ذی المجاز	عکاظ کے قریب	امان نامہ کی ضرورت نہیں تھی۔

۶.۵. بازاروں میں رائج تجارت کے مخصوص طریقے

عرب کے موسمی بازاروں میں تجارت کا جاہلی طریقہ رائج تھا جس میں بہت سی خرابیاں تھیں۔ اس میں دھوکہ اور فریب کے علاوہ ناروا طور پر بائع کو خریدنا یا مشتری کو بیچنا پڑ جاتا تھا یا دو خریداروں میں اختلاف ہو جاتا تھا یا بعض صورتوں میں دو آدمیوں کے درمیان مجبوراً شراکت ہو جاتی تھی۔ خرید و فروخت پر ٹیکس، جرمانے، تاوان اور ناانصافی پر مبنی بڑی خرابیوں کی وجہ سے اصلاح کی شدید ضرورت تھی۔ اسلام نے ان طریقوں کو ختم کر دیا۔ فقہ و قانون اسلامی میں متعدد تجارتی طریقوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ وہ طریقے کن بازاروں میں رائج تھے جن سے اسلام نے منع کیا۔ یہ تمام تفصیل اسی بحث سے متعلق ہے۔

ان بازاروں میں رائج طریقوں میں سے جو دستیاب ہوئے ذیل میں ان کی فہرست دی جاہی ہے:

نمبر شمار	نام بازار	بیع کا طریقہ
۱	سوق، (دومۃ الجندل)	**بیع الحصاة**
۲	المُشَقّر	**بیع الملامسه، بیع الهمهمه**
۳	سوق (صُحار)	**القاء الحجارة**
۴	سوق (دبا) (دبی)	**مساومة**
۵	سوق (الِشحر)	**القاء الحجارة**
۶	سوق (صنعاء)	**الجس، جس الایدی**
۷	سوق عکاظ	**بیع السرار**
۸	سوق ذی المجاز	**القاء الحجارة**[۲۹]

[۲۹]۔ تجارت کے مخصوص طریقوں کے ناموں کا مفہوم: **بیع الحصاة**: (کنکر پھینکنا اور کنکر جس چیز پر جا لگے اس کی بیع کا لازم ہو جانا) **بیع الملامسه**: (مشتری کے چھو لینے سے بیع کا لازم ہو جانا) **بیع الهمهمه**: (جانور کے بولنے سے بیع کا لازم ہو جانا) **القاء الحجارة**: (پتھر پھینکنے سے بیع کا لازم ہو جانا) **بیع المساومة**: (بولی لگا کر قیمت متعین کرنا) **الجس، جس الایدی**: (**بیع الملامسة** جیسا طریقہ ہے) **بیع السرار**: (ادھوری بات طے کرنا، اپنی شرائط کو واضح کرنے کی بجائے چھپا لینا تاکہ بعد میں زیادہ کا مطالبہ کیا جا سکے)۔ یہ تمام طریقے اسلام میں ممنوع قرار دیے گئے اور ان کی جگہ خیارات کے اصول لاگو کیے گئے۔ اسواق عرب میں رائج باطل تجارتی طریقوں پر مستقل تحقیق کی جا سکتی ہے۔

۶. نتائج بحث

۱. عرب کے بازاروں میں مقامی سرداروں کی دخل اندازی کاروباری سرگرمیوں کو متاثر کرتی تھی۔

۲. تاجروں کے لیے راستوں میں تحفظ کا مسئلہ بھی معاشی سرگرمیوں کے لیے منفی اثرات کا حامل تھا۔

۳. مختلف بازاروں میں وہاں کے مقامی رواج کے مطابق غیر مناسب طریقہ ہائے تجارت رائج تھے۔

۴. بازاروں کا نظم اور تحفظ تاجروں ہی کی ذمہ داری سمجھا جاتا تھا لیکن سردار اپنے حصے کا ٹیکس وصول کرتے تھے۔

۵. مکہ مکرمہ کا بازار عکاظ ٹیکس فری بازار تھا جس کی وجہ سے اس کی رونق دیگر بازاروں سے زیادہ ہوتی تھی۔

۶. اہل مکہ اپنے کاروباری مفادات کے پیش نظر کاروبار کے ایام میں تقدیم و تاخیر کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے ایامِ حج میں بھی تقدیم و تاخیر ہو جاتی تھی اور اس کو قرآن کریم میں "نسی" کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔

کتابیات

قلقشندی، احمد بن علی، **صبح الاعشی فی صناعة الانشاء** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)

ابن عبد ربہ، ابو عمر شہاب الدین احمد، **العقد الفرید** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۴ھ)

یاقوت بن عبد اللہ الحموی، **معجم البلدان** (بیروت: دار صادر، ۱۹۹۵ء)

ابو عبید اندلسی، **معجم مااستعجم من اسماء البلاد والمواضع** (بیروت: عالم الکتب، ۱۴۰۳ھ)

عبد الرحمن بن علی الجوزی، جمال الدین أبو الفرج، **مثیرالعزم الساکن الی اشرف الاماکن** (القاھرۃ: دار الحدیث، ۱۹۹۵ء)

ابو حاتم محمد بن حبان الدارمی البستی، **مشاہیر علماء الامصار** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۱۹ء)

ابن أبی شیبۃ، **المصنف** (مدینہ منورہ: دار کنوز إشبیلیا للنشر والتوزیع، ۲۰۱۵ء)

سعید بن محمد بن احمد الافغانی، **أسواق العرب في الجاهلية والإسلام** (دمشق: دار العراب للدراسات والنشر والترجمۃ، س ن)

ابن شبۃ، **تاریخ المدینة** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، س ن)

جواد علی، دکتور، **المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام** (بیروت: دار الساقی، ۲۰۰۱ء)

توفیق برو، **تاریخ العرب القدیم** (بیروت: دار الفکر، ۲۰۰۱ء)

اصفہانی، ابو علی احمد بن محمد المرزوقی، **الازمنه والامکنة** (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۷ھ)

ابن حبیب، ابو جعفر محمد البغدادی، **المحبر** (بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، س ن)

عبد المؤمن بن عبد الحق البغدادی، **مراصدالاطلاع علی اسماء الامکنة والبقاع** (بیروت: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ)